OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

ابن قیمؒ کی کتاب زاد المعاد :تعارف، منہج واسلوب اور امتیازی خصوصیات

Ibn Qayyim's Book Zād al-Ma'ad: Introduction Methodology and Characteristics

Muhammad Anisur Rahman
Doctoral Candidate, HITEC University, Taxila
Fouzia Ayub
Doctoral Candidate, HITEC University, Taxila
Raza Muhammad
Doctoral Candidate, HITEC University, Taxila

Abstract

The beginning of the writing of books on the biography of the Prophet ﷺ started from the first century, in which a trend of excess was found day by day, until now millions of books have been written on the subject of the biography of Prophet ﷺ . And they are still being written and will continue to be written in the future. There are some books which have been accepted in the Islamic Ummah due to their special qualities. Among them is a book by Ibn Qayyim, Zaad al-Ma'ad. Ibn Qayyim is a famous researcher and scholar of the seventh century. You have written this book on the subject of biography, in which you have written this book covering all the existing aspects and dimensions of biography. So you have studied the Holy Quran, blessed hadiths, jurisprudence, grammar, Arabic vocabulary, and Poems are mentioned in a coherent manner in the biography of the Prophet (peace be upon him). Therefore, in this article, this book will be briefly mentioned in an analytical manner.

Key words: Ibn Qayyim, Zad al-Ma'ad, Prophet's biography, Manhāj, Fiqh

تمہید

اللہ تعالی کا ارشاد ہے" لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة "یعنی اسلام کی مکمل تعلیمات وہدایات کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کامل نمونہ ہے۔جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۃ حسنہ ہمارے سامنے نہ ہو تو ہم تب تک اسلام پر مکمل

CC BY

عمل پیرا نہیں ہو سکتے ہیں۔ آپ ﷺ کے اسوہ حسنہ کی پہچان ہم نہیں کر سکتے جب تک ہمیں آپ ﷺ کی سیرت کے تمام پہلو وں سے باخبر نہ ہو جائیں۔ اس بنیاد پر قرن اول سے صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین اور امت مسلمہ نے سیرت رسول ﷺ کی تدوین اور تالیف میں خصوصی دلچسپی لی۔ جس کی وجہ سے سیرت کے مواد میں مسلسل اضافہ ہو تا گیا۔ ہر مصنف نے سیرت رسول ﷺ کی نئی جہتوں کا ادراک کیا اور اس پر اپنی بساط کے مطابق اس میں اضافہ کیا۔ یہاں تک کہ آٹھویں صدی ہجری تک سیرت کے کئی ادوار گزرے اور سیرت کی مختلف جہتوں میں کام مسلسل بڑھتا رہا۔ اس دوران ابن قیمؒ نے کتاب زاد المعاد میں ایک نئی جہت اختیار کی اور سیرت کے موجود تمام پہلو وں کا احاطہ کیا۔ جس کے بعد یہ کتاب سیرت انسائیکلوپیڈیا کا مقام وحیثیت رکھنے لگی کتاب ہذا میں سیرت رسول ﷺ کو مختلف طرق اور انداز سے بیان کیا گیا ہے۔ جس کی وضاحت ہم ذیل میں ذکر کرتے ہیں۔ کتاب کی منہج اور اسلوب کو ذکر کرنے سے قبل مصنف کا تعارف بھی ضروری ہے۔

ابن قیمؒ کا تعارف

آپ کا پورا نام محمد بن ابی بکر بن ایوب بن سعید بن حریز الزرعی ہے۔[1] آپ ابن قیم جوزیؒ کے نام سے مشہور تھے۔ آپ کے والد مدرسے میں قیم (نگران) تھے جس کے وجہ سے آپ ابن قیم کے نام سے مشہور ہوئے۔[2] آپ کی پیدائش 691ھ کو گاوٴں زرع، شہر حوران (یہ مقام دمشق شہر سے 55 میل کے مسافت پر ہے) میں ہوئی۔ آپ کے گھر کا ماحول علمی تھا آپ کے والد ایک بڑے عالم دین تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم والد اور مدرسہ جوزیہ کے اساتذہ سے حاصل کی۔ اس کے بعد کئی شہروں میں علم حاصل کیا۔ مکہ مکرمہ سے خصوصی لگاوٴ کی بنیاد پر آپ نے طویل قیام کیا جس میں آپ نے کئی شیوخ سے استفادہ کیا اور کئی کتابیں آپ نے مکہ مکرمہ ہی میں تحریر کیں۔ ابن تیمیہؒ جب 712ھ کو مصر سے دمشق منتقل ہوئے تو آپ نے ابن تیمیہؒ کی شاگردی اختیار کی۔ آپ ابن تیمیہؒ کے ساتھ طویل عرصہ رفاقت میں رہے تقریباً 16 سال آپ نے ابن تیمیہؒ کی شاگردی میں گزارے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد آپ نے مدرسہ صدریہ اور مدرسہ جوزیہ سے تدریس کا آغاز کیا۔ تدریس کے ساتھ آپ تصنیف وتالیف اور فتویٰ دینے میں مشغول رہتے تھے۔ جبکہ آپ کو کئی بار بعض فتاوی جات پر جیل بھی جانا پڑا۔[3] ابن قیمؒ نے کئی موضوعات پر کتابیں تحریر کی ہیں۔ مشہور کتب میں اعلام الموقعین، زاد المعاد، مدارج السالکین تہذیب سنن ابیؒ داود، احکام اہل الذمۃ اور الداء والدواء وغیرہ ہے۔ آپ کی کتابوں کے تعداد 98 تک نقل کی گئی ہے۔[4] آپ کی وفات 60 سال کی عمر میں 751 ھ /1350ء کو دمشق میں ہوئی اور آپ کو باب الصغیر میں اپنے والدین کے قبور کے پاس دفن کیا گیا۔[5] آپ کے اساتذہ میں یہ نام شامل ہیں۔ تقی سلیمانؒ، ابو بکر بن عبد الدائمؒ، ابن شیرازیؒ، عیسی المطعمؒ ان حضرات سے آپ نے علم حدیث حاصل کیا، اسماعیل بن مکتومؒ، مجد حرانیؒ اور ابن تیمیہؒ سے علم فقہ پڑھا۔ عربی ادب، ابن ابی فتحؒ اور مجد تونسیؒ سے حاصل کیا۔ اصول فقہ کی تعلیم صفی ہندیؒ سے حاصل کی۔ فرائض کی تعلیم اپنے والد اور ابن تیمیہؒ سے حاصل کی۔[6] آپ کے شاگردوں میں یہ نام شامل ابو الفرج حنبلیؒ، ابن کثیرؒ، عبد الہادی مقدسیؒ، ابن رجبؒ ہیں۔[7]

ابن قیمؒ کے بارے میں علماء اسلام کی آراء

1۔ابن حاجبؒ ابن قیمؒ کے بارے میں قول کرتے ہیں "لم اشاهده مثله في ذالك ولارايت اوسع منه علماً،ولااعرف بمعاني القرآن والسنة وحقائق الايمان منه وليس هو بالمعصوم ولكن لم ارا في معناه مثله"[8]۔ ترجمہ: میں نے ابن قیمؒ کے مثل نہیں دیکھا اس سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں وہ سب سے بڑھ کر قرآن مجید اور سنت کے معانی جاننے والے تھے۔ انسان ہونے کے ناطے وہ معصوم نہیں لیکن میں نے ان جیسا آدمی نہیں دیکھا۔ 2۔ ابن کثیرؒ آپ کے بارے میں کہتے ہیں۔"كَانَ ملازما للاشتغال لَيْلًا وَنَهَارًا كثير الصَّلَاة والتلاوة حسن الْخلق كثير التودد لَا

يحْسد وَلَا يحقد ثمَّ قَالَ لَا أعرف فِي زَمَاننَا من أهل العلم أَكثر عبَادَة مِنْهُ"[9]۔ ترجمہ: آپ دن رات نماز اور تلاوت میں مشغول رہتے تھے۔ آپ بہترین اخلاق کے مالک تھے۔ آپ بہت مہربان تھے۔ حسد نہیں کرتے تھے۔ میں ایسا کوئی آدمی نہیں جانتا اہل علم میں سے جو اس قدر عبادت گزار ہو۔ 3۔ امام شوکانیؒ آپ کے بارے میں لکھتے ہیں۔وقال الشَّوكاني: وله من حُسنِ التَّصرُّفِ وعُذوبةِ الكَلامِ الزائدة، وحُسنِ السَّياق، ما لا يَقدِرُ عليه غالبُ المُصَنَّفين، بحيثُ تعشَقُ الأفهامُ كلامَه، وتميلُ الأذهانُ إليه، وتُحِبُّه القُلُوب, وليس له على غير الدَّليل مُعَوَّل في الغالب، وقد يَميلُالأذهان وتحبه الْقُلُوب وَلَيْسَ لَهُ على غير-[10]- امام شوکانیؒ ذکر کرتے ہیں کہ ابن قیمؒ بہترین خطیب تھے اچھے انداز میں ربط کے ساتھ گفتگو کرتے تھے، جو عام طور پر مصنفین میں نہیں پایا جاتا ہے۔ انداز گفتگو ایسا تھا کہ بات بآسانی سمجھ آتی اور دل و دماغ میں اترتی تھی۔

کتاب کا مکمل نام

ابن قیمؒ کی کتاب کا پورا نام" زاد المعاد في هدي خير العباد "ہے جس کا لفظی ترجمہ بنتا ہے "مخلوق خدا میں سب سے بہتر انسان حضور ﷺ کے سیرت میں یہ توشہ آخرت کا درجہ رکھتی ہے"۔ البتہ یہ کتاب اختصار کے ساتھ زاد المعاد کے نام سے مشہور ہے۔

سبب تالیف

مصنفؒ نے زاد المعاد کے مقدمہ میں کتاب کو تالیف کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے مندرجہ ذیل عبارت ذکر کی ہے۔"و من ههنا تعلم اضطرار العباد فوق كل ضرورة الي معرفة الرسول، و ما جاء به،وتصديقه فيما اخبر به،طاعتة فيما امر ،فانه لا سبيل الي السعادة والفلاح لا في الدنيا،ولا في الاخرة الاعلي ايدي الرسول، ولا سبيل الي معرفة الطيب والحبيث علي التفصيل الا من جهتهم ،ولا ينال رضي الله البتته الا علي ايديهم ،فاالطيب من الاعمال والاقوال،واخلاق ليس الا على ايدهم و ما جاؤوا به و هذه كلمات يسيرة لا يستغني عن معرفتها من له ادني همة الي معرفة نبيه ﷺ وسيرته وهديه"۔[11]ترجمہ: یہاں سے ہم بیان کریں گے کہ انسان کی سب سے پہلی ضرورت، حضور ﷺ کی سیرت کا علم ہے۔ اور حضور ﷺ کی اطاعت کرنا اور حضور ﷺ نے جس چیزوں کی خبر دی ہے ان کی تصدیق کرنا، دنیا اور آخرت میں کامیابی کا راستہ کوئی اور نہیں صرف حضور ﷺ کی راہ پر چلنے میں ہے۔ حضور ﷺ کی سیرت کو جاننے سے کوئی آدمی مستغنی نہیں ہو سکتا ہے۔

مقام تالیف

ابن قیمؒ نے یہ کتاب سفر حج کے دوران دمشق سے مکہ جاتے ہوئے تحریر کی تھی جس کے بارے میں لکھتے ہیں"ولا يتنافس فيها المتنافسون مع تعليقها في حال السفر لاالاقامة۔[12]

کتاب کا مقام و مرتبہ علماء کی نظر میں

امام سخاویؒ اس کتاب کے بارے میں ذکر کرتے ہیں کہ ابن قیمؒ کی یہ کتاب حضور ﷺ کی سیرت میں اس کی نظیر نہیں ہے۔

زاد المعاد کا نسخہ

ابن قیمؒ کی مذکورہ کتاب کئی مکتبوں سے طبع ہوئی ہے لیکن مقالہ نگار کے سامنے موسسۃ الرسالۃ کا نسخہ جو ایک جلد میں 1065 صفحات پر مشتمل ہے۔ اور یہ نسخہ شعیب الارنوؤط کی تحقیق کے ساتھ 2009 میں طبع اولی کے ساتھ بیروت سے شائع شدہ ہے۔ لہذا مقالہ میں حوالہ جات مذکورہ نسخے کی ترتیب پر ہوں گے۔

کتاب کا تعارف

ابن قیمؒ نے کتاب کی ابتداء میں مقدمہ قائم کیا ہے جس میں اللہ تعالی کی حمد وثناء امت مسلمہ کی فضیلت، مکہ مکرمہ کی فضیلت اور رسالت کی ضرورت کو بیان کیا ہے۔[13] مقدمہ کے بعد سیرت شروع کرنے کا آغاز حضور ﷺ کی نسب سے کی ہے۔ چنانچہ حضور ﷺ کے نسب کو اسماعیلؑ تک ذکر کرنے کے بعد مشہور اختلاف کہ ذبیح کون ہے کو ذکر کیا ہے اور اسماعیلؑ کے ذبیح ہونے پر دلائل پیش کیے ہیں۔ نسب کے بعد حضور ﷺ کے بچپن کے واقعات، سفر شام، نکاح، حیات مبارکہ، وحی اور اس کے درجات، حضور ﷺ کی رضاعی مائیں، دعوت کا طریقہ کار، حضور ﷺ کی اسمائے مبارکہ، حضور ﷺ کی ہجرت، ازواج، اولاد، خادمین، غزوات، معاملات اور خطبات کے عنوانات قائم کیے ہیں اور اس پر مختصراً بحث کی ہے۔ حضور ﷺ کی مختصر حیات ذکر کرنے کے بعد عبادات کی فصل قائم کی ہے اور اس کے تحت فقہی عنوانات قائم کرتے ہوئے حضور ﷺ کی سیرت سے براہ راست مسائل کا استخراج کرتے ہیں۔ چنانچہ عبادات میں وضو سے آغاز کرتے ہیں اور بالترتیب نماز، تلاوت، جنازہ اور حج وغیرہ پر بحث کرتے ہیں۔ طہارت اور صلوۃ کی تفصیلی مسائل کے بعد انسانی زندگی کے عمومی مسائل جو انسان سے متعلق ہیں ان کا ذکر تے ہوئے آگے بڑھ کر غزوات پر تفصیلی انداز میں بیان کیا ہے۔ کتاب کے اختتام کی طرف آتے ہوئے بیوع کے مسائل ذکر کرتے ہیں جس میں آخری فقہی مسئلہ (بيع الصوف على الظهر) کی فصل قائم کی ہے۔

کتاب کا عمومی منہج واسلوب

ابن قیمؒ نے کتاب کو فصول میں تقسیم کیا ہے اور فصل کے تحت بعض اوقات باب کا نام ذکر کیا ہے اور بعض دفعہ باب کا نام ذکر کیے بغیر تفصیل شروع کرتے ہیں۔ اس طرح مصنفؒ نے کتاب کی فصول میں ترتیب کا لحاظ بھی قائم رکھا ہے یعنی ایک فصل کے اختتام پر دوسرے فصل میں ان سے متعلق مسائل کا فصل قائم کر کے فصل کے درمیان ربط کا خصوصی خیال رکھا ہے۔ جیسے وضو کی بحث، تیمم، نماز کا طریقہ، سجدہ سہو صلوۃ جمعہ، عیدین تو گویا پوری ایک ترتیب کا لحاظ رکھا گیا ہے۔

ابن قیمؒ کتاب میں جب کسی فصل کا عنوان قائم کرتے ہیں تو بسا اوقات اس کی مکمل تفصیل کے بجائے نفس مسئلہ ذکر کرتے ہوئے آگے تشریف لے جاتے جبکہ بسا اوقات اس فصل سے متعلق تمام متعلقات ذکر کرتے ہیں جیسے آپ نے مغازی کا فصل قائم کرنے کے بعد اس فصل میں جہاد کی تعریف، اہمیت، وجہ فرضیت، انواع، مراتب، فضیلت، جہاد کے حوالے سے سلف کے عبارات میں تطبیق، آیات جہاد کا مفہوم اور شرائط جہاد سب کو بیان کیا ہے۔

کتاب کا خصوصی منہج

منہج قرآنی زاد المعاد کے روشنی میں

1۔ ابن قیمؒ زاد المعاد میں آیات کریمہ کی تشریح اس طرح کرتے ہیں کہ آیت میں ظاہری اشکال ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے آیت کریمہ "وربك يخلق مايشاء ويختار" اس آیت میں اختیار مفہوم بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہاں پر اختیار سے مراد متکلمین والا معنی (فاعل مختار) نہیں ہے۔ اللہ تعالی اگرچہ فاعل مختار ہے لیکن یہاں اس سے قبل یہ والا معنی "يخلق ما يشاء" میں پایا جارہا ہے لہذا اب اس کا معنی ہو گا اصطفاء یعنی چن لینا۔ لہذا آیت کریمہ کے اول حصے کا مطلب ہو گا کہ اللہ تعالی کو اختیار ہے جس کو چاہے پیدا کرے اور دوسرے حصے کا مطلب ہے کہ اللہ تعالی کو اختیار بعد خلق ہے۔[14]

2۔ مصنفؒ آیت کی مدلول ذکر کرتے ہیں جیسے "اسكنوهن من حيث سكنتم من وجدك"[15] کی آیت ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ یہ حکم مطلقہ بائنہ عورتوں کو شامل ہے مطلقہ رجعیہ کو نہیں۔[16]

3۔ قرآن مجید کے آیات کریمہ کو کسی مقام کی فضلیت کے لیے بطور دلیل بھی ذکر کرتے ہیں جیسے مکہ مکرمہ کی فضلیت میں "وهذا البلد الامين" اور " لااقسم بهذاالبلد"سے استدلال کیا ہے۔[17]

4۔ بعض مواقع پر آیت کو ذکر کرنے کے بعد اس کی تشریح کرتے ہوئے ابن قیمؒ اس آیت کے حقیقی مفہوم کو اللہ تعالی کے طرف منسوب کرتے ہوئے اپنی لاعلمی کا اظہار کر لیتے ہیں۔ جیسے مکہ مکرمہ کی فضلیت کے باب میں آیت کریم" ومن يرد فيه بالحاد بظلم نذقه من عذاب اليم "[18] کی تشریح میں ذکر کیا ہے۔ مکہ مکرمہ میں ارادہ معصیت پر بھی سزا کی وعید ہے اس حوالے سے نزاع ہے جس کا حقیقی علم اللہ تعالی کو حاصل ہے۔[19]

5۔ بعض اوقات ابن قیمؒ کسی قول کے بطلان پر قرآن مجید کے آیت سے استدلال کرتے ہیں۔ جیسے اہل کتاب کے اس قول کی تردید میں کہ ذبیح اسحاقؑ تھے۔ "فبشرناها باسحاق ويعقوب"[20] سے استدلال کیا ہے کہ یہ قول درست نہیں کیونکہ یہ ممکن نہیں ہے کہ اللہ تعالی ابراہیمؑ کو بشارت بھی دے اور اس کیساتھ ذبح کا حکم بھی دے۔

منہج حدیث زاد المعاد کے روشنی میں

ابن قیمؒ نے مسائل کے استنباط میں مستند احادیث کو اخذ کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ چنانچہ پہلے صحیح احادیث ذکر کرتے ہیں اس کے بعد حسن احادیث ذکر کرتے ہیں۔ بعض اوقات ضعیف احادیث بھی ذکر کی ہے البتہ موضوع حدیث سے پرہیز کرتے ہیں۔

1۔ ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں بعض اوقات کسی محدث کی ذکر کردہ خطاء پر تنبیہ کرتے ہیں۔ جیسے حضور ﷺ کی 12 سال کی عمر میں اپنے چچا کیساتھ سفر شام کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ترمذی کی روایت ہے کہ چچا نے راہب کے مشورہ پر حضور ﷺ کو بلالؓ کے ساتھ واپس کیا۔ یہاں پر بلالؓ کا ذکر درست نہیں ہے کیونکہ اس وقت بلالؓ موجود نہیں تھے۔ پھر تصحیح کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہی روایت مسند بزار میں منقول ہے لیکن اس میں رجل کا ذکر ہے۔[21]

2۔ مصنفؒ سیرت سے منسلک حدیث پر تحقیق کرتے ہوئے بسا اوقات ان پر حکم بھی لگایا ہے اور ان کی عقلی وجہ بیان کی ہے۔ جیسے حضور ﷺ کا ام سلمہؓ کیساتھ نکاح سے متعلق حدیث وارد ہے کہ ام سلمہؓ کے نکاح کا ولی ان کا بیٹا عمر بن ابی سلمہؓ تھے۔[22] پھر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ حضورؐ کیساتھ ام سلمہؓ کی نکاح کے وقت عمر بن ابی سلمہؓ کی عمر تین سال تھی اور تین سال کے بچے کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ ولی بن جائے۔[23]

3۔ ابن قیمؒ بعض اوقات کسی حدیث پر عمل نہ کرنے کی وجوہ بھی ذکر کرتے ہیں جیسے صحیح احمد کی روایت ہے "عن عايشةرضي الله عنها انه صلي الله عليه وسلم كان يسلم تسلمة واحدة:السلام عليكم يرفع بها صوتة حتي يوقظنا"[24] اس کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ یہ حدیث معلول ہے۔ کیونکہ اس روایت میں زہیر ابن محمدؒ ہے جس نے یہ روایت ہشام ابن عروہؒ سے مرفوعا بیان کیا۔ جبکہ زہیر ابن محمد تمام محدثین کے نزدیک ضعیف اور کثیر الخطاء ہے جبکہ یحیی ابن معین نے بھی زہیر ابن محمد کی تضعیف کی ہے۔ اس حدیث پر عمل نہ کرنے کی وجہ یہ بھی ہے کہ اس روایت کے مقابلہ میں جو حدیث ہے اس کہ رواۃ کی تعداد کثیر ہے۔ اور اس روایت میں سکوت ہے جبکہ دوسرے حدیث میں بیان ہے اور سکوت بیان پر مقدم نہیں ہو سکتا۔[25]

4۔ ابن قیمؒ نے بعض مواقع پر کسی حدیث کے حوالے سے ابن تیمیہؒ کی رائے بھی نقل کرتے ہیں۔ جیسے عصر سے قبل چار رکعت سنت نماز کے حوالے سے حدیث پر ابن تیمیہؒ کی رائے اس الفاظ میں نقل کی ہے۔ "سمعت شيخ الاسلام ابن تيميه ينكر هذا الحديث ويدفعه جدا ويقول انه موضوع ويذكر عن ابي اسحاق الجوزجاني انكاره"[26]

5۔ مصنف بعض اوقات کسی مسئلہ کے ثبوت میں جب حدیث ذکر کرتے ہیں اور اس کے مقابل مسئلہ میں بھی احادیث موجود ہو تو اپنے مسلک کی تائید کرنے کے لیے دونوں طرف سے احادیث کا مناقشہ کرتے ہیں۔ جیسے مسجد میں صلوۃ جنازہ کی نماز کی ادائیگی کے جواز اور عدم جواز میں کی ہے۔[27]

فقہی منہج زاد المعاد کے روشنی میں

ابن قیمؒ کی یہ کتاب بنیادی طور پر فقہیات سیرت سے تعلق رکھتی ہے یعنی جس کتاب میں سیرت کے موضوع پر فقہی حیثیت سے بحث کی جائے۔ ابن قیمؒ چونکہ امام احمد ابن حنبل کا پیروکار ہے لہذا وہ سیرت کے واقعات ذکر کرتے ہوئے مسلک حنبلی کو بھی ثابت کرتے ہیں۔ البتہ دیگر فقہی مسالک کی رائے بھی نقل کرتے ہیں۔ ابن قیمؒ فقہی مسائل کو مندرجہ ذیل طریقے سے ذکر کرتے ہیں:

1۔ ابن قیمؒ کتاب میں امام احمدؒ کا مسلک ذکر کرتے ہیں اور اس پر بطور دلیل حدیث ذکر کرتے ہیں جبکہ دیگر ائمہ کے اقوال کی تفصیل میں جائے بغیر صرف تردید کر لیتے ہیں جیسے تیمم کے باب میں کہتے ہیں کہ تیمم میں ایک ضرب ہے چہرے اور ہتھیلیوں دونوں کے لیے۔[28] اور بطور دلیل یہ حدیث نقل کی ہے۔ جیسے "كان يتيمم بضربة واحدةللوجه والكفين"[29]۔

2۔ ابن قیمؒ کسی فقہی مسئلہ کے بیان میں اگر مختلف آراء ہوں تو اس کی تفصیل میں جائے بغیر صرف اشارہ کر لیتے ہیں کہ اس مسئلہ میں فقہاء کی کئی آراء ہیں۔ جیسے شہید کے مسئلے میں کہ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا، نہ اس کے کپڑے نکالے جائیں گے اور شہید کو اپنے کپڑوں میں دفن کیا جائے گا۔ جبکہ بعض اوقات مسئلہ کی تفصیل میں تمام فقہاء کی آراء ذکر کر لیتے ہیں جیسے نماز جمعہ سے متعلق پوری تفصیل ذکر کی ہے۔[30]

3۔ ابن قیمؒ بعض اوقات کسی فقہی مسئلہ کی بحث کو انتہائی طویل کر لیتے ہیں جیسے نماز فجر میں دعائے قنوت پڑھنے کے حوالے سے دیکھا جا سکتا ہے کہ اس مسئلہ کو بہت طول دیا جو کہ کئی صفحات پر محیط ہے۔[31]

4۔ مصنف کسی مسئلہ میں بسا اوقات ائمہ اربعہ میں سے ہر ایک کا مسلک کو ذکر کرتے ہیں جیسے سجدہ سہو کے حوالے سے ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک سجدہ سہو قبل السلام ہے۔ ابو حنیفہؒ کے نزدیک بعد السلام ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک نقصان فی الصلاۃ ہو تو سجدہ قبل السلام ہے اور اگر سہو زیادتی فی الصلاۃ ہو تو سجدہ بعد السلام ہو گا۔

5۔ بعض اوقات کسی فقہی مسئلہ میں تمام اقوال و آراء اور ان کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان میں سے ایک قول کو یا دو اقوال کو ترجیح دیتے ہیں جیسے جمعہ کے دن ساعة الاجابة کون سی ہے اس حوالے سے گیارہ اقوال ذکر کیے ہیں اور آخر میں ذکر کرتے ہیں۔وارجح هذه الاقوال قولان تضمنتهماالاحاديث الثابتة،واحدهماارجح من الآخر-[32]

6۔ ابن قیمؒ بعض اوقات فقہی مسائل ذکر کرتے حدیث ذکر کرتے ہیں اور اصول فقہ کی روشنی میں حدیث کا مسئلہ کے ساتھ ربط بیان کر لیتے ہیں جیسے صلوۃ جمعہ کے خطبہ کے لیے جب امام اپنے حجرے سے تشریف لے آئے تو نماز اور باتیں کرنا منع ہو جاتی ہیں۔ اب یہاں نماز سے ممانعت کی وجہ امام کا نکلنا ہے نا کہ نصف النہار کا ہونا ہے۔[33]

7۔ بعض صورتوں میں مسئلہ ذکر کرنے کے بعد اس مسئلہ میں تمام مذاہب، وجوہ، ماخذ اور راجح مسئلہ ذکر کرتے ہیں جیسے اگر کسی آدمی نے اپنی بیوی، باندی یا سامان میں سے کوئی چیز خود پر حرام کیا تو اس میں مصنف نے 20 مذاہب ذکر کیے ہیں۔[34]

8۔ مصنفؒ فقہی مذاہب ذکر کرتے ہوئے بعض اوقات ظاہریہ کے اقوال بھی ذکر کرتے ہیں۔[35]

9۔ ابن قیمؒ بعض اوقات کسی مسئلہ میں ابن تیمیہؒ کا قول الگ ذکر کرتے ہیں اور مسلک حنابلہ اس مسئلہ میں الگ ذکر کرتے ہیں۔ جبکہ اس مسئلہ میں ان کا رجحان امام ابن تیمیہؒ کے قول کے طرف ہوتا ہے کیونکہ ابن تیمیہؒ کے قول کی دلیل بھی ذکر کرتے

ہیں۔ جیسے جنازہ علی الغائب کے مسئلہ سے معلوم ہوتا ہے"وقال شيخ الاسلام ابن تيميهالصواب ان العائب ان مات ببلد لم يصل عليه فيه صلي عليه صلاة الغائب كما صلي النبي صلي الله عليه وسلم علي النجاشي لانه مات بين الكفار ولم يصل عليه ،وان صلي عليه حيث مات لم يصل عليه صلاة الغائب لان الفرض سقط بصلاة المسلمين عليه والمشهور عند اصحابه الصلاة عليه مطلقاً"۔چنانچہ ذکر کرتے ہیں کہ حنابلہ کے نزدیک مطلقاً جائز ہے۔ لیکن ابن تیمیہؒ کے نزدیک اگر وہ ایسی سرزمین میں اس کی وفات ہوئی جہاں جنازہ نہیں کیا گیا ہو تو پھر ادا کیا جائے گا۔ اگر ایسی سرزمین میں فوت ہو جس میں اس پر جنازہ پڑھا گیا ہے تو پھر غائبانہ جنازہ نہیں پڑھا جائے کیونکہ بعض مسلمانوں کے جنازہ کرنے کی وجہ سے دیگر مسلمانوں سے فرض ساقط ہو گیا ہے۔[36]

10۔ غزوات کے باب میں ابن قیمؒ نے ایک منفرد انداز اختیار کیا ہے۔ حضور ﷺ کے کسی ایک غزوہ کے مکمل واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ اس کے بعد باب قائم کرتے ہیں اور اس میں اس غزوہ سے مستنبط تمام فقہی آراء کو تحریر کرتے ہیں جیسے غزوہ احد کے ذکر کرنے کے بعد عنوان قائم کیا ہے۔فصل فيما اشتملت عليه هذه الغزاة من الآحكام والفقه اور اس کے تحت تقریباً 11 فقہی مسائل ذکر کیے ہیں۔[37]

لغوی منہج زادالمعاد کی روشنی میں

ابن قیمؒ لفظ بکاء کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔"والبكاء انواع احدهابكاء الرحمة،والرقة،والثاني:بكاء الخوف والخشية،والثالث بكاء المحبةوالشوق والرابع بكاء الفرخ والسرور،والخامس بكاء الجزع من ورود المولم وعدم اختماله،والسادس بكاء الخزن والسابع بكاء الخور والضعف والثامن بكاء النفاق والتاسع البكاء المستعار والمستاجر عليه كبكاء النائحة بالاجرة،والعاشر بكاء الموافقة۔[38] انواع بکاء کے بعد هيئات البكاء بھی ذکر کرتے ہیں کہ یہ دو ہیں۔و ما كان من ذالك دمعا بلا صوت فهو مقصور،وماكان معه صوت فهو بكاء ممدود ۔ترجمہ: جس رونے میں آنسو کے ساتھ آواز نہ ہو وہ بکائے مقصور ہے اور جس رونے میں آواز ہو وہ بکائے ممدود ہے۔ اس طرح ب کاء سے ت باكي (مصنوعی رونا) مشتق ہے۔ تباكي کی بھی دو قسمیں ہے۔1۔ محمود: جس میں اللہ تعالی کی خشیت اور رقت قلب مقصود ہو۔2۔ مذموم: وہ رونا جو دکھاوے اور ریا کے لیے ہو۔[39]

عربی اشعار کا تذکرہ

دیگر علوم کی اہتمام کی طرح ابن قیمؒ نے کئی جگہوں پر اشعار کو بھی ذکر کیا ہے۔ اور اس سے اپنے مؤقف پر دلیل بھی قائم کرتے ہیں۔ جیسے ایک مقام پر واو کو مع کے معنی میں استعال کیا جاتا ہے کہ بارے میں ایک شعر سے استدلال کیا ہے۔اذا كانت الهيجاء وانشقت العصافحسبك والضحاك سيف مهندترجمہ: کہ جب میدان جنگ گرم ہو جائے اور اعصاب ٹوٹ جائیں تو آپ کے لیے اور ضحاک کے لیے ہندی تلوار کافی ہے۔[40] ایک جگہ پر تهجير کو تبكير کے معنی پر مستعمل ہونے میں امراءالقیس کے اشعار سے استدلال کیا ہے۔فدعها وسل الهم عنها بجسر ذمول اذا صام النهار وهجرا[41]

ابن قیمؒ کا منہج عقائد کے باب میں

1۔ عقیدہ میں ابن قیمؒ کا منہج وہی ہے جو ان کے استاد ابن تیمیہؒ اور اہل سنت والجماعۃ کا عقیدہ ہے۔2۔ ابن قیمؒ توحید پر بہت زیادہ زور دیتے ہیں جیسے ذکر کرتے ہیں"فاتفق علي حسنها الشرع والعقل والفطرة مثل ان يعبدالله و حده لايشرك به شئيا"ترجمہ بعض اعمال ایسے ہیں جس کے صحیح ہونے پر عقل، فطرت اور شریعت کا اتفاق ہے جیسے ایک اللہ تعالی کی عبادت کی جائے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنایا جائے۔[42] دوسری جگہ توحید پر زور دیتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ فاعظم

اسباب الشرح التوحيد و علي حسب كماله وقوته،وزيادته يكون انشراح صدر صاحبه حضور ﷺ کی شرح صدر کی وجہ کمال طریقے سے عقیدہ توحید تھا۔[43] 3۔ ابن قیمؒ کتاب میں مختلف بدعتوں پر بھی رد کرتے ہیں جیسے ذکر کرتے ہیں کہ بعض لوگ معراج کی رات کو لیلۃ القدر پر فوقیت دیتے ہیں اور اس پر قیاس کرتے ہوئے اس میں بھی مختلف عبادتوں کا اہتمام کرتے ہیں جو درست نہیں اور کئی دلائل ذکر ہیں۔ 1۔ صحابہ کرام اور تابعین سے فضیلت معراج کی روایت منقول نہیں ہیں۔ 2۔ اگر کوئی اوقات مخصوصہ یا مقامات کو کسی مخصوص واقعہ کے بنیاد پر عبادت کے لیے خاص کرتے ہیں تو یہ اہل کتاب کیساتھ مشابہت ہے۔[44]

ابن قیمؒ کا منہج سلوک واحسان میں

ابن قیمؒ نے زاد المعاد میں کئی عبارتیں ایسی ذکر کی ہیں جو زہد، تزکیہ اور سلوک پر دلالت کرتی ہیں جیسے سورۃ الانعام کی آیت (فمن يرد الله ان يهديه بشرح صدره الاسلام) کی آیت کے تحت ذکر کرتے ہیں کہ شرح صدر کے مندرجہ ذیل اسباب ہیں۔ 1۔ شرح صدر کے اسباب میں توحید اور ہدایت ہے۔ اور شرک اور ضلالت ضیق صدر کا سبب بنتی ہے۔ اس طرح جب انسان کے دل میں اللہ تعالی نور ڈالتا ہے تو اس کے دل میں سرور اور وسعت پیدا ہوتی ہے۔ لیکن جب یہ نور انسان کے دل سے نکلتا ہے تو انسان تنگ دل اور مشکل میں ہو جاتا ہے۔ 2۔ اس طرح علم سے شرح صدر ہوتا ہے اور وسعت قلب نصیب ہو جاتی ہے۔ جب کہ جہالت تنگی، ضیق اور حبس کا سبب بنتی ہے۔ 3۔ اس طرح شرح صدر کے اسباب میں سے انابت الی اللہ، اللہ تعالی کی ذات کی محبت اور اس کی عبادت ہے۔ اور ایسی کوئی چیز نہیں ہے سوائے عبادت اور محبت کے جو انسان کے دل کو اس قدر وسیع کر سکتی ہے۔ 4۔ شرح صدر کے اسباب میں اللہ تعالی کا ذکر ہر مقام وحالت میں کرنا بھی شامل ہے۔ انشراح صدر میں ذکر کی بہت تاثیر ہے جب کہ ذکر الی اللہ سے لاپراوہی کا ضیق صدر اور حبس میں اہم کردار ہے۔ اس کے ذکر سے غفلت ہو یا غیر اللہ سے محبت ہو، آدمی کو اس چیز سے عذاب دیا جائے گا اور اس آدمی کا دل غیر اللہ کی محبت میں قید کیا جائے گا اور ایسا آدمی دنیا کا سب سے زیادہ شقی ہو گا۔ پس یہ دو محبتیں ہیں ایک دنیا کو جنت بنانا، نفس کے سرور کو حاصل کرنا، دل کے لذتوں کو پورا کرنا ، دوسری محبت ہے اللہ کی محبت جس میں روح کو عذاب دینا، نفس کو پریشان کرنا، دل کو قید کرنا۔ 5۔ اسباب شرح صدر میں سے مخلوق خدا سے احسان کرنا اور ان کو نفع پہنچانا بھی شامل ہے جب کہ بخیل آدمی تنگ دل ہو گا۔[45]

نحوی منہج زاد المعاد کی روشنی میں

ابن قیمؒ نے آیت کریمہ " يا ايها النبي حسبك الله ومن اتبعك من المومنين "[46] اس آیت کی تفصیل میں نحوی بحث اس طور پر بیان کی ہے۔ پہلی توجیہہ: یہاں پر واؤ عاطفہ مقدر ہے اور من کی عطف ک ضمیر پر ہو گی اور یہ مشہور عربی قاعدہ ہے کہ حروف جار لائے بغیر ضمیر مجرور پر عطف کیا جا سکتا ہے۔ دوسری توجیہہ: "واؤ" کو مع کے معنی میں لیا جائے اور اس کا عطف حسب پر ہو گا اور حسب کا معنی "كافيك "ہے۔ جس کا معنی بنے گا اللہ تعالی آپ ﷺ اور آپ کے متبعین کے مدد کے لیے کافی ہے۔ اور واوؑ بمعنی مع کے کلام عرب میں مقبول ہے جیسے بولا جاتا ہے "حسبك و زيداً درهم"۔ تیسری توجیہہ: یہاں پر من کے مبتدا کو مقدر مانا جائے اور اس کا عطف لفظ اللہ کیا جائے۔ جس سے معنی بنے گا کہ اے نبی ﷺ آپ کا اللہ اور آپ کے متبعین صحابہ آپ کے لیے کافی ہے۔ اس توجیہہ کو درست قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ اس جگہ میں ایک توجیہہ بھی کی لیکن وہ مجھے درست نہیں معلوم ہوتی ہے اور یہ تیسری توجیہہ زیادہ صحیح ہے۔[47] بعض مواقع پر کسی نحوی بحث میں کفوبین اور بصریین دونوں کے اقوال کو ذکر کرتے ہیں۔ اور کسی لفظ کی غلط نحوی تعبیر ذکر کرنے کے بعد اس تعبیر پر جرح کرتے ہیں جیسے لفظ احمد کی تفصیل میں ہے۔[48]

صرفی بحث زاد المعاد کے روشنی میں

حضور ﷺ کے نام احمد کی تفصیل میں ذکر کرتے ہیں کہ لفظ احمد افعل التفضیل کے وزن پر ہے اور حمد سے مشتق ہے لیکن احمد فاعل اور مفعول میں سے کس کے معنی میں مستعمل ہے اس حوالے سے اختلاف پایا جاتا ہے۔ اگر فاعل کے معنی میں لیتے ہیں تو اس کا معنی ہو گا کہ اپنے رب کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہے۔ یہ معنی زیادہ درست ہے بنسبت مفعول کے معنی میں لینے کے کیونکہ کلام عرب میں اس کی مثال نہیں ہے کہ ما اضرب زیدا زید اضرب من عمرو کے لیے بولا جائے۔ لفظ ہمز کو فعل پر جاری کرنے وجہ یہ ہے کہ اس فعل کو مفعول کے طرف متعدی کیا جائے اور یہ ہمزہ تعدیہ کا شمار ہو گا۔[49]

دیگر کتب کے طرف رجوع

مصنف ؒ بعض اوقات کسی مسئلہ کے تفصیلی ذکر کے لیے اپنی دیگر کتب کے طرف رجوع کرنے کی ترغیب دیتے ہیں جیسے لفظ محمد کی مکمل تفصیل کے لیے کتاب جلاء الافہام في فضل الصلاة والسلام علي خير الانام کو ذکر کیا ہے۔[50]

رفع تعارض کا اہتمام

مصنف ؒ احادیث کی وضاحت کرتے وقت ظاہری تعارض جو واقع ہوتا ہے اس کو بھی ختم کرتے ہیں جیسے کھجور کے فوائد ذکر کرتے ہوئے ایک حدیث ذکر کی ہے(من اکل سبع تمرات مما بین لابتیہا حین یصبح لم یضره سم حتی یمسی)[51] اب اس حدیث کے بارے میں ایک اصول ذکر کیا ہے کہ یہ حدیث اہل مدینہ کیساتھ خاص ہے لہذا اگر کسی غیر اہل مدینہ کے ساتھ یہ واقعہ در پیش آیا تو اس حدیث سے مستثنیٰ ہو گا۔

امتیازی خصائص

1۔ابن قیم ؒ نے حضور ﷺ کے ذاتی نام محمد ﷺ کے اور صفاتی ناموں کی وجہ تسمیہ ، معنی ، مفہوم، مشتقات، جمع اور مکمل تفصیل کو ذکر کیا ہے جو کہ دیگر قدیم کتب سیرت میں معدوم ہے۔[52] 2۔ مصنف مخصوص اوقات اور دنوں کی فضلیت اور وجوہ فضیلت کو بھی بیان کرتے ہیں جیسے جمعہ کے دن کی فضلیت کی، اور اس کی چند وجوہ بیان کیں کہ یہ یوم شاہد ہے، جمع یوم اجتماع ہے، برکتوں اور رحمتوں کا دن ہے، جمعہ کو دیدار الٰہی ہو گا وغیرہ۔[53] 3۔ابن قیم ؒ نے حضور ﷺ کی سیرت سے مختلف بیماریوں کا علاج، دم درود سے کرنے کا بھی اہتمام کیا اور اس پر عنوان قائم کیا ہے فصل في هديه في العلاج العام لكل شكوي بالرقية الالهية آگے اس کے تحت مختلف بیماریوں اور زہریلے جانوروں کے ڈسنے کی صورت میں حضور ﷺ کی سنت اور دعائیں کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔[54] 4۔ابن قیم ؒ کی کتاب کی دیگر کتب سیرت کی نسبت ایک انفرادی خاصیت یہ ہے کہ دیگر کتب سیرت میں نہیں پائی جاتی۔ مصنف ؒ نے جو ادویات اور غذائیات مفیدہ حضور ﷺ کے لسان مبارک سے جاری ہوئیں ان کو حروف معجم کی ترتیب پر ذکر کیا ہے۔[55] 5۔ابن قیم ؒ زاد المعاد میں حضور ﷺ کے روزمرہ کی مسنون دعائیں اور اذکار نقل کرتے ہیں جیسے بستر پر سونے کی دعا، بیدار ہونے کی دعا، کھانے سے قبل اور بعد کی دعائیں، قضائے حاجت کی دعائیں وغیرہ۔[56]

6۔ابن قیم ؒ بعض اوقات حضور ﷺ کے کسی عمل کے اندر حصر کر لیتے ہیں جیسے سفر کے حوالے سے کیا ہے۔ کہ حضور ﷺ کے سفر چار طرح کے تھے۔ 1۔ سفر ہجرت۔ 2۔ سفر جہاد۔ 3۔ سفر عمرہ۔ 4۔ سفر حج۔[57]

زاد المعاد کے مصادر

کتاب المغازی لابن اسحاقؒ، مغازی موسی ابن عقبه، مغازی الوقدی، طبقات ابن سعد، بخاری، مسلم، مصنف عبدالرزاق، مغنی لابن قدمه، المدونة لابن قاسم، موطأ، تہذیب لابن حجاج، الاطراف لابن عساکر، الافصاح لابن ھبیرہ اورکئی دیگر کتب بھی شامل ہے۔[58]

ابن قیمؒ کے بعض اسہامات

1۔ غزوہ خندق کے حوالے ابن قیمؒ کا قول ہے کہ یہ 4 ہجری کا واقعہ ہے یہی رائے موسی بن عقبہؒ کی بھی ہے جس کو ابن قیمؒ نے اختیار کیا ہے۔ جبکہ دیگر اہل سیر ومغازی کے نزدیک یہ 5 ہجری کا واقعہ ہے۔[59] 2۔ ابن قیمؒ معمولی معمولی اعمال پر بدعت کا حکم لگاتے ہیں جیسے قراءۃ الالحان کے حوالے سے اقوال نقل کیے ہیں کہ یہ بدعت ہے۔[60] اس طرح یہ حکم بھی لگایا کہ جمعہ کے دن کو روزے کے لیے خاص کرنا مکروہ ہے۔[61]

زاد المعاد کے دیگر زبانوں میں تراجم

1۔ زاد المعاد کے اردو تراجم میں سے مشہور اور مقبول ترجمہ رئیس احمد جعفریؒ کا ہے۔ جس کو نفیس اکیڈمی کراچی نے 1990ء میں پہلی دفع طبع کیا ہے اور یہ چار جلدوں میں دو ہزار ایک سو تیس صفحات پر مشتمل ہے۔ حال ہی میں مجلس احرار پاکستان کے رسالے میں اس پر علامہ عبد اللہ کے طرف سے 9 قسطوں پر مشتمل تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا تھا۔ 2۔ زاد المعاد کا ایک ترجمہ مفتی عزیز الرحمن بجنوریؒ نے کیا ہے۔ یہ ترجمہ 1982ء میں مکتبہ برہان اردو بازار، جامع مسجد، دہلی، انڈیا سے شائع ہوا ہے۔ مفتی عزیز الرحمنؒ نے 1962ء میں اس کا قسط وار ترجمہ شائع کرنے کا آغاز کیا تھا جو چار حصوں پر مشتمل ہے۔ مفتی عزیز الرحمنؒ نے اس کتاب کو 72 ابواب پر تقسیم کیا ہے۔ 3۔ زاد المعاد کا انگلش ترجمہ اسماعیل عبد السلام نے تحریر کیا ہے جو دار الکتب العلمیہ سے 2010ء میں 932 صفحات کیساتھ شائع ہوا ہے۔

زاد المعاد کے تلخیصات

چونکہ زاد المعاد کئی جلدوں میں ہیں کئی علماء کرام نے بعض اہم نکات شامل کر کے اسے مختصر ذکر کیا ہے۔ 1۔ جن میں محمد بن عبد الوہاب نجدیؒ نے مختصر زاد المعاد کے نام سے اس کا اختصار کیا ہے۔ جس کو دار الریان للتراث، قاہرہ مصر نے 208 صفحات کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس کو مکتبۃ الرشد نے بھی شائع کیا ہے۔ 2۔ زاد المعاد کے تلخیصات میں "مختارات من زاد المعاد فی ھدی خیر العباد" محمد بن صالح العثیمینؒ کی بھی شامل ہے۔ شیخ صالح عثیمینؒ نے اس کتاب میں زاد المعاد سے اہم نکات کو لے کر عام سہل انداز میں تحریر کیا ہے اور یہ چار اجزاء پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کو موسسہ الشیخ صالح ابن عثیمین الخیریہ نے 1434ھ میں طبع ثانیہ کے ساتھ 323 صفحات کے پر شائع کیا ہے۔ 3۔ مختصر زاد المعاد فی ھدی خیر العباد کے نام سے ایک تلخیص احمد بن عثمان المزید (استاد جامعہ الملک سعود سعودی عرب) نے بھی شائع کیا ہے۔ جس کو مکتبہ مدار الوطن للنشر نے 2018ء میں 512 صفحات کیساتھ شائع کیا ہے۔

زاد المعاد پر تحقیق وتخریج کا کام

ابن قیمؒ نے یہ کتاب سفر حج کے دوران تحریر کی اور آپ کے پاس کتب مآخذ ومراجع موجود نہیں تھے بلکہ قوت حافظہ کے زور سے جو مواد سیرت سے متعلق تھا اس کو کتابی شکل میں تحریر کیا مکمل ہونے پر اس نے زاد المعاد کی صورت اختیار کی اور اللہ تعالی نے اس کتاب کو قبولیت بھی دی جس کی وجہ سے اس کتاب کی تحقیق اور تخریج کی کافی ضرورت محسوس ہوئی۔ جس کی وجہ سے کئی علماء کرام نے اس کی تحقیق اور تخریج کا ذمہ لیا جس کی تفصیل ذیل میں ہے: 1۔ شعیب الارنووط اور عبد القادر الارنووط ان دونوں حضرات کا اس کتاب پر تحقیق قابل ذکر ہے۔ انہوں نے اصل مخطوطے کو مد نظر رکھتے ہوئے کتاب کی عبارت کا ضبط، کتاب میں وارد احادیث کی تخریج، دراسۃ الاسانید، احادیث کا حکم اور غریب الفاظ پر تعلیق۔ یہ کتاب کئی مکتبات سے چھ جلدوں میں طبع ہوئی، چھٹی جلد میں فہرست شامل ہے۔ موسسۃ الرسالہ، بیروت نے اس کو 2009ء میں ایک جلد میں 1120 صفحات کیساتھ طبع کیا ہے اور 1998ء کے طبع ثالث میں چھ جلدوں کیساتھ شائع کیا ہے۔ 2۔ مصطفوی بن عدویؒ کے اشراف میں یحی

بن محمد بن سوس اور مسعد بن کامل بن مصطفی نے بھی اس کتاب پر تحقیقی کام کیا ہے اور کتاب میں وارد احادیث کی تحقیق صحیحین سے کی ہے۔ اس کے ساتھ مشکل الفاظ کی معانی اور اس پر تعلیق بھی کی ہے۔ دار ابن رجب فلسطین نے اس کو طبع کیا ہے۔3۔ مصطفی عبد القادر عطا نے بھی اس پر تحقیقی کام کیا ہے جو دار الکتب العلمیہ نے شائع کیا ہے۔4۔ انوار الباز کی تحقیق کیساتھ دار ابن حزم نے بھی اس کو شائع کیا ہے۔

نتائج

1۔ ابن قیمؒ نے اپنی کتاب میں سیرت رسول سے براہ راست استنباط کا اہتمام کیا ہے۔2۔ ابن قیمؒ نے سیرت بیان کرتے ہوئے کتاب میں آیات کریمہ کی تشریح، احادیث مبارکہ، فقہی مسائل، صرف ونحو، اشعار، احسان اور سلوک کے مباحث کو سیرت رسول ﷺ کے قالب میں ڈالا ہے۔3۔ ابن قیمؒ کی کتاب زاد المعاد کے اردو میں دو تراجم پائے جاتے ہیں۔ ایک مفتی عزیز الرحمن بجنوریؒ کا ہے اور دوسرا رئیس احمد جعفری کا ہے۔4۔ ابن قیمؒ کی کتاب کی طوالت کی وجہ سے کئی محققین نے اس کی تلخیصات بھی کی ہیں جس میں عبد الوہاب نجدیؒ اور محمد بن صالح العثیمین کے نام شامل ہے۔

سفارشات

1۔ ابن قیمؒ نے کتاب کے دوران جن صرفی، نحوی اور لغوی مباحث کو ذکر کیا ہے اس کا ایک مکمل تحقیقی مطالعہ کیا جائے اور اس پر نقد کی جائے۔2۔ ابن قیمؒ زاد المعاد میں احادیث پر بحث کرتے ہوئے بعض احادیث پر حکم بھی لگاتے ہیں لہذا پورے زاد المعاد کا مطالعہ کر کے اس سے ابن قیمؒ کے اصول الحدیث اور اس کے نظائر پر ایک تحقیقی مقالہ لکھا جاسکتا ہے۔3۔ ابن قیمؒ کی یہ کتاب چونکہ فقہیات سیرت سے متعلق ہے لہذا جن جگہوں پر امام احمد کے مسلک کو ترجیح دی گئی ہے اس کیساتھ دیگر مسالک کا ذکر اگر موجود نہ ہو تو ذکر کرنا چاہیے تاکہ قارئین سیرت کو صرف ایک مسلک ہی نظر نہ آئے۔

References

[1]Muhammad Ibn Shams al-Dīn Daowdī, *Ṭabqāt al-Mufassirīn* (Beirūt: Dār al-Kitāb al-Ilmiyyah), 2:94.
[2] Bakr Ibn Abdullah Ibn al-wazīd, *Ibn Qayyim al-Joziah hayātah wa Āsārah Mwāradah* (Riādh: Dār al-'Āṣmah), 2:24.
[3]Ibn al-wazīd, *Ibn Qayyim al-Joziah hayātah wa Āsārah Mwāradah,* 55-68.
[4]Ibn al-wazīd, *Ibn Qayyim al-Joziah hayātah wa Āsārah Mwāradah,* 200-309.
[5]Khair al-Dīn Mehmūd al-Zarkalī, *Al-A'lām* (Dār al-'Ilm, 2002), 6:56
[6]Lāl al-Dīn Syoūtī, *Bagītah al-Wagāh* (Labnān, Al-Maktabah al-'Aṣriyah), 1:63.
[7] Walīd Ibn Ahmad al-Hussain Zubairī, *Al-Maowsoah al-Maesarah Fī Trājim al-Tafsīr* (England, Mujalatah al-Hikmah), 2:1993.
[8]Daowdī, *Ṭabqāt al-Mufassirīn,* 2:95.
[9]Abu al-Fadhl Ahmad Ibn Hijr al-'Asqalānī, *Al-Durar al-Kāmanah Fī A'yān al-Mi'ah al-Sāmnah,* 5:138
[10]Imām Shaowkānī, *Al-Badar al-Ṭāli'* (Beirūt: Dār al-Ma'rfat), 2:143.
[11]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād,* 22.
[12]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād,* 22.
[13]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād,* 12-22.
[14]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād,* 11.
[15]Al-Tallāq 65:6.
[16]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād,* 948.

[17]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 14.
[18]Al-Hajj 22:25.
[19]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 16.
[20]Al-Hū d 11:81.
[21]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 25.
[22]Imām Ahmad Ibn Hanbal, *Musnad-e-Ahmad* (Maowsah al-Rasālah: 2001) Ḥadīth no: 26669.
[23]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 35.
[24]Ibn Hanbal, *Musnad-e-Ahmad*, Ḥadīth no: 25987.
[25]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 83.
[26]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 99.
[27]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 166.
[28]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 64.
[29]Muslim Ibn Hajjaj Qushyerī (Beirūt: Dār al Haya' al-Turās al-'Arabī), Ḥadīth no: 280, 1:368.
[30]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 120-145.
[31]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 86-92.
[32]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 126.
[33]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 142.
[34]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 853-863.
[35]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 864.
[36] Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 171.
[37]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 400.
[38]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 60.
[39]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 60.
[40]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 10.
[41]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 131.
[42]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 20.
[43]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 180.
[44]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 18.
[45]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 181.
[46]Al- Anfāl 8:64.
[47]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 10.
[48]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 30.
[49]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 29
[50]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 28.
[51]Muslim Ibn Hajjaj, Ṣaḥīḥ Muslim (Bāb al-Ṭa'mah), Ḥadīth no: 5384.
[52]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 29-32.
[53]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 129.
[54]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 665.
[55]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 690.
[56]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 51-55.
[57]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 152.
[58]Dr. Yās, Khazīr al-Hadād (Baghdād: Dār al-Fajr al-Nashr al-Taowzi'), 67
[59]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 421.
[60]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 160.
[61]Ibn Qayyim, *Zād al-Ma'ād*, 202.